روزنامہ
FR-10
1913ء سے جاری شدہ
الفضل
The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
ہفتہ 11 جنوری 2014ء 9 ربیع الاول 1435 ہجری 11 صلح 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 10

بیواؤں کی شادیاں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اور تمہارے درمیان جو بیوائیں ہیں ان کی بھی شادیاں کراؤ اور اسی طرح جو تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے نیک چلن ہوں ان کی بھی شادی کراؤ۔ اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی بنا دے گا اور اللہ بہت وسعت عطا کرنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔ (النور:33)

اخلاق عالیہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے اس قرآنی حکم کے مطابق کے بیوہ عورتوں کے نکاح کا انتظام کیا کرو۔ (سورۃ النور:33) بیوگان کے مناسب حال رشتوں کے لئے خود بھی عملی نمونہ پیش کیا۔

رسول اللہؐ نے جو شادیاں کیں ان میں دیگر مصالح کے علاوہ ایک اہم مصلحت بیوگان کے لئے سہارا مہیا کرنا بھی تھا۔ چنانچہ آپؐ نے نو 9 خواتین سے بیوہ ہونے کی حالت میں نکاح کیا۔ پہلی شادی حضرت خدیجہؓ سے بھی بیوگی کی حالت میں ہوئی۔ ان کے سابق شوہر سے دو یتیم بچے ہند اور ہالہ بھی تھے جو رسول اللہؐ کی کفالت میں آکر زیر تربیت رہے۔

ام المومنین حضرت زینبؓ بنت خزیمہ غزوۂ بدر میں اپنے شوہر عبیدہؓ کی شہادت ہونے کے بعد بیوہ ہوئیں تو ان سے آپؐ کا نکاح ہوا۔ یہی صورت حضرت ام سلمہؓ اور حضرت حفصہؓ سے نکاح کی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احد میں زخمی ہونے والے اپنے عزیز صحابی حضرت ابوسلمہؓ کی شہادت کے بعد ان کی بیوہ حضرت ام سلمہؓ سے نکاح کر کے قومی ضرورت کے تقاضے پورے کئے۔ آپؐ کے گھر میں حضرت ام سلمہؓ کے یتیم بچے بھی زیر پرورش رہے۔ دوسری طرف ان کے بچوں کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھ کر حضرت ام سلمہؓ سے فرمایا کہ ان بچوں پر خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں اجر بھی عطا فرمائے گا۔ آپؐ خود ان کے یتیم بچے سلمہ کو دستر خوان پر اپنے پاس بٹھا کر کھانا کھلاتے اور اس کے آداب سکھاتے۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الزکوٰۃ علی الزوج و کتاب الاطعمہ)

حضرت عمرؓ کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ کے شوہر حضرت خنیسؓ بن حذافہ نے احد میں شرکت کے بعد ایک زخم کی وجہ سے مدینہ میں وفات پائی۔ حضرت عمرؓ کو اپنی جواں سال بیوہ ہونے والی بیٹی کے لئے طبعاً پریشانی تھی انہوں نے از خود اپنی بیٹی کا رشتہ اپنے قریب ترین اور قابل اعتماد دوستوں حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوبکرؓ کے سامنے پیش کیا۔ حضرت عثمانؓ نے تو یہ کہہ کہ معذرت کر لی کہ فی الوقت ان کا شادی کا ارادہ نہیں۔ مگر حضرت ابوبکرؓ نے خاموشی اختیار کی جو حضرت عمرؓ کو ناگوار گزری بعد میں حضرت ابوبکرؓ نے ان کو بتایا کہ چونکہ خود رسول کریم ﷺ ان کے ساتھ حضرت حفصہؓ کو عقد میں لینے کا ذکر فرما چکے تھے اس لئے افشائے راز کی بجائے خاموشی ہی مناسب تھی۔ یہ بات حضرت عمرؓ کے لئے باعث تسکین ہوئی۔ یوں رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کی بیوہ حضرت حفصہؓ کو عقد میں لے کر اپنے عزیز دوست حضرت عمرؓ کی پریشانی بھی دور فرمائی۔ (بخاری کتاب النکاح باب عرض الانسان ابنتہ)

(ترجمہ از اسوۃ انسان کامل مرتبہ حافظ مظفر احمد صاحب)

ایم ٹی اے کے پروگرام دیکھیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احباب جماعت کو MTA دیکھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔

”چینل MTA ملا ہدایت کے لئے۔ غیر تو ہمارا چینل ہدایت کے لئے تلاش کریں اور ہم جو گندے چینل ہیں ان پر بیٹھ کر اپنی بے حیائی کے سامان کریں۔ کس قدر بدقسمتی ہوگی ایسے لوگوں کی ...... بجائے اِدھر اُدھر کے چینل دیکھنے کے، ایک وقت کم از کم ضرور رکھیں جب MTA کے خاص پروگرام بھی دیکھا کریں جو آپ کی تربیت کے لئے بہتر ہوں“

(جلسہ سالانہ آسٹریلیا لجنہ سے خطاب بیان فرمودہ 5 راکتوبر 2013ء)

(بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

ضرورت MTA سٹاف

نظارت اشاعت ایم ٹی اے پاکستان کو مندرجہ ذیل آسامیوں کیلئے مرد سٹاف درکار ہے۔ خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے نوجوان مورخہ 25 جنوری 2014ء تک اپنی درخواستیں ایڈیشنل ناظر اشاعت برائے ایم ٹی اے کے نام اپنے امیر ضلع یا صدر حلقہ کی سفارش کے ساتھ اپنی اسناد کی نقول بھجوائیں۔ جو واقفین نو معیار پر پورا اترتے ہوں گے ان کو بھی ترجیح دی جائے گی۔ گرافک ڈیزائنر ، آرٹ ڈائریکٹر ، لائبریرین، Video Archives، پروڈیوسر ،اسسٹنٹ پروڈیوسر، IT انچارج / نیٹ ورک انجینئر کی آسامیوں کیلئے بیچلر چار سالہ /ماسٹر/تجربہ ضروری ہے۔ اور کیمرہ مین کی آسامی کیلئے کم از کم انٹرمیڈیٹ ہوں اور تجربہ ہونا چاہئے۔

(ایڈیشنل نظارت اشاعت برائے ایم ٹی اے)

☆☆ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا فضل عمر فاؤنڈیشن کی عمارت کی افتتاحی تقریب سے خطاب فرمودہ 15 جنوری 1967ء ☆☆

آنحضرت ﷺ پر جو روحانی پانی نازل کیا گیا وہ پانی قیامت تک بنی نوع انسان کو سیراب کرتا چلا جائے گا

حضرت مصلح موعود نے حضرت مسیح موعود کے طفیل اس پانی کو سمیٹا اور ایک بڑی نہر کی شکل میں جاری کیا

فضل عمر فاؤنڈیشن کا مقصد علوم و معارف کا ڈیم بنانا ہے اور یہ دفتر کارکنان کی کالونی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا یہ بصیرت افروز خطاب 47 سال بعد روزنامہ الفضل میں پہلی مرتبہ شائع کیا جارہا ہے۔ (مرسلہ: سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

''اللہ تعالیٰ نے مادی پانی کو جو وہ آسمان سے نازل کرتا ہے اس دنیا کے فائدہ کیلئے محفوظ رکھنے کے لئے یہ سامان پیدا کئے ہیں کہ اُس نے اونچے اونچے پہاڑ بنائے ہیں جہاں وہ پانی کو برف کی شکل میں نازل کرتا ہے اور پھر سارا سال اور ہر زمانہ میں وہاں سے دنیا کو پانی ملتا رہتا ہے۔ بعض پہاڑوں کی چوٹیاں تو ایسی ہیں کہ وہاں کچھ عرصہ تک برف رہتی ہے۔ پھر ساری کی ساری برف پگھل جاتی ہے اور ایک زمانہ ان پہاڑوں کی چوٹیوں پر ایسا بھی آتا ہے کہ وہاں سے دنیا کو پانی نہیں مل رہا ہوتا۔ لیکن بعض پہاڑ ایسے ہوتے ہیں کہ جہاں سارا سال ہی برف رہتی ہے اور وہاں سے جو پانی بہتا ہے اُس سے دنیا ہمیشہ فائدہ اٹھاتی رہتی ہے۔ کچھ اسی قسم کا حال روحانی دنیا کا بھی ہے۔ بعض انبیاء علیہم السلام بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کے تمام انبیاء علیہم السلام کی مثال اُن پہاڑوں کی تھی کہ جن پر کچھ عرصہ کیلئے آسمانی پانی برف کی شکل میں موجود رہتا ہے اور ایک وقت کے آنے کے بعد وہ پہاڑ آسمانی پانی سے خالی ہو جاتے ہیں اور ان انبیاء کی امتوں کا زمانہ ختم ہو جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال روحانی دنیا میں اُس بلند اور ارفع مقام اور پہاڑ کی ہے جہاں ہر وقت اور ہر زمانہ میں پانی برف کی شکل میں موجود رہتا ہے اور دنیا اس سے ہمیشہ فائدہ اٹھاتی رہتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو آسمانی پانی نازل کیا گیا تھا اُس کے متعلق خدا تعالیٰ نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ یہ کبھی خشک نہیں ہوگا اور یہ پانی قیامت تک بنی نوع انسان کو سیراب کرتا چلا جائے گا اور ان کی روحانیت کو فائدہ پہنچاتا چلا جائے گا۔ جو دریا اس روحانی پانی سے بنے وہ آگے مختلف شکلیں اختیار کر گئے۔ اس پانی سے بعض ایسے نالے نکلے جنہوں نے تیس یا چالیس سال تک اپنے علاقہ کو سیراب کیا اور بعض ایسے چھوٹے چھوٹے دریا نکلے جنہوں نے سو سال تک دنیا کو سیراب کیا۔ اور ایک وہ بڑا دریا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض کی برف سے نکلا (اور وہ حضرت مسیح موعود کا روحانی دریا تھا) جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کیا کہ اب سارے پانی جو اس پہاڑ سے نکلیں گے وہ اس دریا میں سے ہوتے ہوئے بہیں گے اور قیامت تک دنیا کو سیراب کرتے چلے جائیں گے۔

اِس دریائے روحانی کے کناروں پر خلیفۂ وقت دراصل ایک بند باندھ رہا ہوتا ہے تا اس روحانی پانی کا دنیا میں صحیح استعمال کیا جا سکے۔ حضرت مصلح موعود نے اِس دنیا کا سارا پانی جو سمیٹا وہ آپ نے ایک بڑی نہر کی شکل میں اس دنیا میں جاری کیا۔ اور یہ نہر قیامت تک چلتی جائے گی یہاں تک کہ یہ ابد کے سمندر میں غائب ہو جائے گی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس بڑی نہر پر وقفہ وقفہ کے بعد اور فاصلہ فاصلہ پر اور زمانہ زمانہ کے بعد ایک بند، ایک ڈیم ایسا بنائیں کہ جس کے نتیجہ میں روحانی روشنی اور روحانی بجلی بھی پیدا ہو اور جس کے نتیجہ میں دنیا کو کئی رنگ میں سیراب کیا جا سکے۔

فضل عمر فاؤنڈیشن بھی اس قسم کا بند بنانے کی ایک کوشش ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اس روحانی پانی کو جو حضرت مصلح موعود کے ذریعہ اِس بڑے دریا سے لیا گیا تھا اور وہ ایک خاص جہت میں جاری ہوا تھا محفوظ کر لیا جائے۔ اور اس کو اس طرح استعمال کیا جائے کہ زیادہ سے زیادہ انسان اس سے فائدہ اٹھا سکیں اور فائدہ اٹھانے کے بعد اُس منبع سے متعارف ہو سکیں جس منبع سے حقیقتاً وہ پانی نکلا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے اور پھر وہ اُس پاک ہستی کا عرفان حاصل کریں جس نے اس پانی کو آسمان سے نازل کیا۔ اور وہ ہمارے قادر و توانا خدا کی ہستی ہے جس نے بنی نوع انسان کے لئے یہ سامان کیا کہ وہ اُس کو پہچاننے لگیں اور اُن برکات سے حصہ لے سکیں اور اُن رحمتوں کے وارث بن سکیں کہ جن برکات اور جن رحمتوں کو اُس نے اپنے بندوں کیلئے پسند کیا اور یہ چاہا کہ وہ ان برکات اور رحمتوں کو ان پر نازل کرے۔

جس طرح بند بناتے وقت ایک کالونی بھی دنیا تیار کرتی ہے تا وہاں کام کرنے والے رہ سکیں اور تعمیر میں حصہ لینے والوں کو مناسب سہولتیں بہم پہنچائی جا سکیں اسی طرح یہ دفتر تعمیر کیا گیا ہے۔ ان دفتروں اور ان ظاہری چیزوں کی مثال تو جیسا کہ میں نے بتایا ہے ایک کالونی کی ہے۔ اصل چیز وہ پانی ہے، اصل چیز وہ روحانی نور اور بجلی اور برقی طاقت ہے جو اس پانی کے اندر مخفی طور پر موجود ہوتی ہے اور جسے ایک عقلمند انسان پوری کوشش کر کے حاصل کرتا ہے اور اس سے خود بھی فائدہ اٹھاتا ہے اور دنیا کو بھی اس سے فائدہ پہنچاتا ہے۔ پس ہماری یہ دعا ہے کہ اے خدا! ہم جو تیرے نہایت ہی عاجز بندے ہیں تُو ہماری اِن حقیر کوششوں کو قبول فرما۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔

اگر ہماری کسی کوشش کو تیری قبولیت حاصل نہ ہو تو وہ کوشش ردی اور پھینک دینے کے قابل ہے اور اگر تو ایک ذرّہ کو قبول کرے تو وہی ذرّہ انسان کو تیری جنتوں میں پہنچا دیتا ہے۔ پس پھر یہی دعا ہے کہ اے خدا! تو ہماری کوششوں کو قبول فرما۔ پھر یہی دعا ہے کہ اے خدا! تُو ہماری حقیر کوششوں کو قبول فرما کہ جب تک تو ہماری حقیر کوششوں کو قبول نہیں کرے گا ہم اُس مقصد کو حاصل نہیں کر سکیں گے جس مقصد کے لئے تو نے ہمیں پیدا کیا، جس مقصد کے لئے تو نے ہمیں یہ توفیق عطا فرمائی کہ ہم تیرے مسیح کی غلامی میں آکر تیرے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام میں شامل ہوں۔ اور تا دنیا تجھے پہچاننے لگے۔ تا تیری قدرتیں اس پر ظاہر ہونے لگیں۔ تا ہر قسم کا شرک دنیا سے مٹ جائے۔ تا دہریت کا نام بھی لوگ بھول جائیں۔ دنیا ایک ہی ہستی کو جاننے لگے اور اے ہمارے محبوب خدا! وہ تیری ہستی ہے۔ اور دنیا ایک ہی وجود سے پیار کرنے لگے اور اے ہمارے پیارے غفور اور رحیم خدا! وہ تیرا ہی وجود ہے۔ اے خدا! میں پھر کہتا ہوں اے خدا! تُو ہماری کوششوں کو قبول فرما۔

اب سب دوست مل کر ظاہری طریق کے مطابق ہاتھ اٹھا کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اِس دفتر کو ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔ اس میں کام کرنے والوں پر اپنی برکتیں نازل کرے۔ اس فاؤنڈیشن کے کارکنوں کے ذہنوں میں اللہ تعالیٰ جلا پیدا کرے۔ اور وہ خود وہ راہیں ان کو دکھائے کہ جن راہوں پر چل کر وہ اس فاؤنڈیشن کے مقصد کو حاصل کر سکیں۔ ان کی کوششوں میں وہ اپنے ہاتھ سے برکت ڈالے اور اپنے فضل سے بہتر سے بہتر ان کے نتائج پیدا کرے۔ اور ایسے سامان پیدا کرے کہ دنیا کے کناروں تک اور اطرافِ عالَم تک (دین) کے فیوض کو پہنچانے میں اور اس تعلیم کو پہنچانے میں جو حضرت مصلح موعود نے ہمیں قرآن کریم سے نکال کر دی اور اُس نور کے پہنچانے میں جو نور آپ نے قرآن کریم سے اخذ کیا اور اُس سے ہمارے دلوں اور سینوں اور ہمارے ذہنوں کو منور کیا یہ فاؤنڈیشن بھی حصہ دار ہو۔'' (اس کے بعد حضور نے احباب سمیت ایک لمبی اور پُرسوز دعا کرائی)

(غیر مطبوعہ مواد از ریکارڈ خلافت لائبریری ربوہ)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم داؤد احمد صاحب۔ جرمنی

غانا کا سفر۔ جماعتی ترقیات اور مضبوط ادارے

خاکسار کو اپنے والد محترم مکرم محمود احمد صاحب اور برادرم مکرم مصطفیٰ احمد صاحب کے ساتھ حضور اقدس کی اجازت سے مورخہ 7/مارچ تا 25/مارچ 2013ء غانا جانے اور وہاں قیام کا موقع ملا۔ اس دوران وہاں نزدیک سے جماعت کی ترقیات کو مشاہدہ کرنے کی بھی توفیق ملی۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

جب ہم ایئر پورٹ پر اترے تو امیگریشن والوں نے کافی دیر لگائی میرے والد صاحب کا پاسپورٹ کلیئر کرنے کے بعد پھر لے لیا۔ جس پر میں نے کہا ہم نے احمدیہ مشن ہاؤس جانا ہے تو فوراً امیگریشن آفیسر نے پاسپورٹ واپس کر دیا۔ اس کے بعد آگے جا کر سامان کلیئر کرنے والوں نے کہا کہ دونوں سامان کی ٹرالیوں سے ایک ایک اٹیچی کیس کھولیں۔ جس پر میں نے کہا یہ اٹیچی کیس مولوی ڈاکٹر عبدالوہاب بن آدم صاحب کا ہے تو سنتے ہی ہاتھ کے اشارے اور زبان سے کہا Go اس طرح ہم بغیر سامان دکھائے باہر آگئے۔ ہمارے دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے لبریز ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو کتنی عزت سے نوازا ہوا ہے۔

وہ قوم یا وہ ملک ہمیشہ ترقی کرتا ہے جس میں خود کما کر نہ کہ مانگ کر گزارہ کرتے ہوں۔ میں نے گھانا میں ایک بھی فقیر مانگتے ہوئے نہیں دیکھا۔ عورتوں کو دیکھا کہ اپنی کمر پر چھوٹا سا بچہ باندھ کر اور بسا اوقات فٹ پاتھ پر بٹھا کر سر پر کافی وزنی ٹوکری اُٹھا کر سڑک پر جب ٹریفک آہستہ ہوتی ہے تو ایک ایک، دو دو سی ڈی (غانا کی کرنسی) کی چیزیں بیچ کر گزارہ کرتی ہیں۔

ملک گھانا میں ترقی پانی کم ہونے کی وجہ سے آہستہ آہستہ ہو رہی ہے۔ اب سڑکیں بھی کافی حد تک بن چکی ہیں۔ جب میں وہاں سے واپس آنے کی تیاری میں تھا تو میرے دل میں یہ خواہش شدت سے پیدا ہوتی رہی کہ میرے پاس جو کچھ بھی ہے جماعت احمدیہ گھانا کی ترقی کے لئے پیش کر دوں۔ اسی خواہش کے احترام میں کچھ رقم میں نے قائمقام نیشنل امیر صاحب کو پیش بھی کی کہ یہ رقم اگرچہ بہت معمولی سی ہے مگر میری دعائیں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہیں اور ہمیشہ ساتھ رہیں گی۔

گھانا میں قیام کے دوران اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے ہمیں مختلف جماعتوں میں جانے کی توفیق ملی۔ ان مقامات کی قدرے تفصیل احباب کی خدمت میں پیش ہے۔

جامعۃ المبشرین

پہاڑ کے دامن میں واقع اکرافو (Ekrawfu) ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ اس پہاڑ کے اوپر جامعۃ المبشرین واقع ہے۔ جس میں مدرسۃ الحفظ بھی موجود ہے۔ نہایت دلکش عمارت کے ساتھ ساتھ پرنسپل صاحب اور اساتذہ جامعہ احمدیہ کی رہائش گاہیں بھی بنی ہوئی ہیں۔ اس عمارت کو بے شمار پھل دار اور پھول دار پودوں نے گھیرا ہوا ہے جس کی وجہ سے ایک جنت نظیر نظارہ دکھائی دیتا ہے۔ اس وقت جامعۃ المبشرین میں تین سالہ کورس میں مختلف ممالک سے 106 طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

مدرسۃ الحفظ کا آغاز یکم مارچ 2005ء میں ہوا۔ جس سے اب تک 31 حفاظ تیار ہو چکے ہیں۔ اس وقت حفظ کلاس میں 14 طلباء ہیں۔ جس میں 8 طلباء 20 سپارے حفظ کر چکے ہیں۔

احمدیہ قبرستان اکرافو

اس گاؤں میں مقامی قبرستان میں بھی گئے جس میں پہلے غانین احمدی Chief Mehdi Appah کی قبر بھی موجود ہے جنہوں نے 1921ء میں بیعت کرنے کی سعادت پائی۔ آپ کا انتقال 1926ء میں ہوا۔ جماعت احمدیہ کے تین خلفاء بھی اس قبرستان میں دعا کی غرض سے تشریف لا چکے ہیں۔

جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل

جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل منکسم شہر کے قریب واقع ہے۔ 18/مارچ کو جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل دیکھنے کی توفیق ملی۔ جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل کا قیام ستمبر 2012ء میں ہوا ہے۔ جامعہ احمدیہ کی دو منزلہ عمارت نہایت دلکش ہے۔ جو پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے۔ جس میں سب سہولتیں موجود ہیں۔ کلاس روم، ہاسٹل، دفاتر، کچن، اساتذہ کی رہائش کے علاوہ پرنسپل صاحب کی بھی رہائش گاہ شامل ہیں۔ جبکہ بیت الذکر اور کچن ابھی زیر تعمیر ہیں۔ جامعہ میں ابھی ایک یعنی پہلی کلاس ہے جس میں 18 طلباء میں 6 (غانا) 3 (نائیجیریا) 1 (ٹوگو) 2 (سیرالیون) 1 (بینن) 3 (یوگنڈا) اور 1 (بورکینا فاسو) سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس وزٹ میں جو انتہائی دلچسپ بات ہوئی وہ یہ ہے کہ تمام طلباء کے ساتھ میٹنگ ہال میں ملاقات کے لئے انتظام کیا گیا۔ جس میں تلاوت قرآن پاک کے بعد سب طلباء نے اردو زبان میں اپنا تعارف پیش کیا جس کے بعد ہم نے بھی اپنا اپنا تعارف کروایا۔ سب طلباء نے اردو میں ہی سوال جواب کئے اور ہم نے بھی اردو میں ہی جوابات دیئے۔ علاوہ ازیں خاکسار نے بھی جامعہ احمدیہ جرمنی کے متعلق بتایا۔ خاکسار کے والد محترم نے سب طلباء کو تحفہ کے طور پر ایک ایک پیکٹ بادام پیش کئے۔ بعد میں ایک گروپ فوٹو بھی ہوا۔ مکرم فرید احمد نوید صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل ہیں۔

سالٹ پانڈ

(Saltpond)

گھانا کا سب سے پہلا ہیڈ کوارٹر ہے جو ساحل سمندر پر واقع ہے۔ جہاں 1921ء مکرم مولانا عبدالرحیم نیر صاحب نے آ کر احمدیت کا پودا لگانے کی توفیق پائی۔ اس جگہ جلسہ سالانہ گھانا بھی شروع شروع میں منعقد ہوتا رہا ہے۔ اب یہاں مشنری انچارج مکرم محمد یٰسین ربانی صاحب ہیں۔

کیپ کوسٹ کاسٹل

(Cape Coast Kastle)

یہ شہر بالکل ساحل سمندر پر واقع ہے۔ جہاں سے غانین باشندوں کو غلام بنا کر بذریعہ شپ (فیری) دیگر ممالک میں لے جایا جاتا تھا۔

ڈبواسی ہسپتال

(Daboase Hospital)

یہ احمدیہ ہسپتال 1993ء میں قائم ہوا۔ اس ہسپتال میں 95 بیڈ ہیں۔ 85 ورکرز ہیں۔ ہسپتال میں مکرم ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ بھی ڈاکٹر ہیں۔ ڈاکٹر صاحب روزانہ ڈیڑھ سے دوسو مریضوں کو چیک کرتے ہیں۔ اور اسی طرح ان کی اہلیہ محترمہ بھی روزانہ ڈیڑھ سو سے دو سو مریضوں کو چیک کرتی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے ہسپتال کا وزٹ کروایا جس میں پرانی بلڈنگ کے ساتھ نئی بلڈنگ بنی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ ابھی مزید توسیع کا کام بھی جاری ہے۔ جب وارڈ میں وزٹ کرنے گئے تو داخل مریضوں کی عیادت بھی کی گئی اور ڈاکٹر صاحب کو کہا کہ ان مریضوں کو لوکل زبان میں ہماری طرف سے بتائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو صحت یاب کرے تو لیٹے ہوئے مریضوں نے بیٹھ کر بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ ہسپتال کے ساتھ بیت صدیق ہے جس کا 2008ء میں حضور اقدس نے افتتاح فرمایا۔ یہ بیت ڈاکٹر صاحب کے والد محترم نے بنوائی ہے جس کا نام بھی حضور اقدس نے اُن کے نام سے ہی بیت رکھا۔ اس بیت میں ہسپتال کے تمام ورکرز کے علاوہ مختلف علاقوں سے آئے ہوئے مریض بھی اور رہائشی بھی باقاعدہ نمازیں ادا کرتے ہیں۔

لیبارٹری ہیومینٹی فرسٹ

ہیومینٹی فرسٹ کی طرف سے ایک جدید لیبارٹری تیار ہوئی ہے۔ ابھی مشینیں آنے والی ہیں۔ اس لیبارٹری میں مکرم وسیم احمد صاحب کو حضور اقدس نے اس لیبارٹری میں بھجوایا ہے۔

سویڈرو ہسپتال

(Swedru)

یہ احمدیہ ہسپتال آگونا شہر میں نصرت جہاں سکیم کے تحت 1971ء میں قائم ہوا۔ اس ہسپتال میں مکرم ڈاکٹر مبشر ندیم صاحب ہیں۔ جنہوں نے سارا ہسپتال وزٹ کروایا جس میں تمام دفاتر لیبارٹری اور وارڈ شامل ہیں۔ 50 بیڈ ہیں۔

باغ احمد (جلسہ گاہ)

یہ زمین 460 ایکٹر ہے جہاں گھانا کا جلسہ سالانہ منعقد ہوتا ہے۔ اس جگہ کو باغ احمد سے منسوب کیا جاتا ہے۔ جہاں مختلف پھلوں کے باغ، مرغی خانہ اور فش کے تالاب کے علاوہ حضور انور کی رہائش گاہ بھی موجود ہے۔

مقبرہ موصیان

شہر کاسوا (Kasoa) میں جماعت احمدیہ گھانا کا مقبرہ موصیان بنا ہوا ہے۔ جس کو دیکھ کر بالکل ربوہ کا بہشتی مقبرہ یاد آ گیا۔ اس قبرستان کو بے شمار درختوں اور پھولوں کے ساتھ مزین کیا گیا ہے۔ اس قبرستان کو چار دیواری اور مین گیٹ کے ساتھ کور کیا گیا ہے۔

رقیم پریس ٹیما

(Raqeem Press Tema)

شہر ٹیما میں جماعت کا اپنا پریس ہے جس میں لوکل اخبار کے علاوہ جماعت کا لٹریچر اور پمفلٹس چھپتے ہیں۔ اس پریس کے مینیجر اور ریجنل مشنری مکرم راغب ضیاء الحق صاحب ہیں۔ پریس میں دو شفٹوں میں آٹھ آٹھ ورکرز کام کرتے ہیں۔ پریس کے ساتھ ریجنل مشنری صاحب کی رہائش گاہ اور ایک بیت اور سکول بھی ہے۔

نیشنل ہیڈ کوارٹر اکرا

اکرا (Accra) ملک گھانا کا دارالحکومت اور

جماعت احمدیہ کا نیشنل ہیڈ کوارٹر ہے۔ اس سے قبل سالٹ پونڈ میں تھا۔ 1979ء میں اکرا میں شفٹ ہوا۔ نیشنل ہیڈ کوارٹر میں ایک بہت بڑی خوبصورت بیت اور دفاتر کی عالیشان بلڈنگ میں ہی نیشنل امیر و مشنری انچارج صاحب غانا مکرم مولوی ڈاکٹر عبدالوہاب بن آدم اور نائب امیر مکرم الحاج مولوی محمد یوسف یاسون صاحب کی رہائش گاہ ہے۔

کماسی سینٹرل بیت اور مشن ہاؤس

کماسی شہر غانا کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ اس مشن ہاؤس کا قیام 1960ء میں ہوا۔ جس میں بطور ریجنل مشنری مکرم مسرور احمد ظفر صاحب خدمت بجالا رہے ہیں۔ جنہوں نے ٹی آئی احمدیہ سینٹر ہائی سکول کا وزٹ کروایا جو کماسی شہر میں احمدیہ سٹریٹ پر واقع ہے۔ جس میں 340 طلباء اور 118 استاد اور ورکرز ہیں۔ اس سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب کی اہلیہ محترمہ صاحبہ کی وفات ہوگئی تھی اس لئے ان کی رہائش گاہ پر جا کر اظہار تعزیت بھی کیا۔ بعد میں جمعہ سے قبل کماسی شہر کی ایک بہت بڑی بلند و بالا بیت دکھائی جس کا افتتاح حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2008ء میں فرمایا۔ اس بیت میں تقریباً دو ہزار نمازی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ گراؤنڈ فلور پر مردوں کا حصہ اور پہلی منزل پر خواتین کا حصہ اور دوسری منزل پر ریجن کی میٹنگز وغیرہ ہوتی ہیں۔

تربیتی سنٹر بوآڈی
(Boadi)

کماسی شہر سے واپسی پر گھانا کے تربیتی سنٹر کو وزٹ کیا جس میں 9 گھانین موجود تھے جو 6 ماہ کی ٹریننگ لینے کے بعد گھانا میں دعوت الی اللہ کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔

ہومیو پیتھی کلینک بوآڈی
(Boadi)

احمدیہ ہومیو پیتھی کلینک اور طاہر ہومیو پیتھک کمپلکس انسانیت کی خدمت کے لئے نصرت جہاں سکیم کے تحت 1991ء میں اکرا میں قائم ہوا۔ جس کے بعد 1994ء میں بوآڈی کماسی میں شفٹ ہوگیا۔ اس کلینک میں ڈاکٹر انچارج مکرم محمد ظفر اللہ صاحب ہیں۔ ان کی اہلیہ محترمہ بھی ڈاکٹر ہیں۔ کلینک میں Actupunture کے علاج کی سہولت بھی موجود ہے جس کے لئے 10 بیڈ مخصوص ہیں۔ اسی طرح وزٹ کے دوران ہومیو پیتھی کلینک کے حصے میں بہت سارے مریضوں کی تعداد تھی۔ اس میں 18 مریضوں کے داخل ہونے کی گنجائش موجود ہے۔ کلینک میں بہت ساری دوائیاں خود تیار کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ سیرپ گولیاں، پلاسٹک کی شیشیاں بنانے کا سسٹم بھی ہے۔ گھر میں انہوں نے بے شمار قسم کے پھلدار پودے، پھولوں کی اقسام، مختلف سبزیاں لگائی ہوئی تھیں۔ پھلدار پودوں میں انجیر، کالا شہتوت، آم، لیمن، مالٹا، کیلا، انار، امرود وغیرہ۔ ڈاکٹر صاحب Kwame Nkrumah سائنس وٹیکنالوجی یونیورسٹی میں لیکچر بھی دیتے ہیں۔

آسوکورے ہسپتال اور سکول

احمدیہ ہسپتال بھی نصرت جہاں سکیم کے تحت Asokore ابتدائی ہسپتالوں میں سے ہے۔ 1971ء میں اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور 1974ء میں اس کا باقاعدہ افتتاح ہوا۔ اس ہسپتال کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے تین خلفاء نے بھی وزٹ کیا۔ ہسپتال میں 80 بیڈ۔ میڈیکل لیبارٹری، فارمیسی، ای سی جی، الٹرا ساؤنڈ اور آپریشن تھیٹر کی سہولتیں موجود ہیں۔ ہسپتال میں مکرم ڈاکٹر محمود احمد بٹ صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ 2004ء سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ دونوں کا تعلق انڈیا سے ہے۔

کوکوفو ہسپتال
(Kokofu)

اس ہسپتال کا شمار بھی ابتدائی ہسپتالوں میں ہوتا ہے۔ ہسپتال میں ایک مردوں کا وارڈ اور دوسرا عورتوں کا وارڈ ہے۔ جس میں ایمرجنسی وارڈ بھی ہے۔ مریضوں کے لئے 30 بیڈ ہیں۔ 4 پرائیوٹ کمرے ہیں۔ بچوں کا وارڈ بھی علیحدہ موجود ہے۔ ہسپتال میں 90 مریضوں کے داخل ہونے کا انتظام موجود ہے۔ لیبارٹری کے ساتھ الٹرا ساؤنڈ کی سہولت بھی موجود ہے۔ ہسپتال کے حسن میں ایک خوبصورت بیت بھی اضافہ کئے ہوئے تھے۔ یہاں ڈاکٹر صاحب کی رہائش گاہ بھی ہے جس میں مکرم ڈاکٹر نعیم احمد صاحب رہائش پذیر ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے ہمیں اپنے علاقہ میں ایک جھیل بھی دکھائی جو بلند و بالا پہاڑوں کے درمیاں واقع ہے۔ اس جھیل کو دیکھنے اور اس میں نہانے کا بھی موقع ملا۔

ٹی آئی احمدیہ سینٹر ہائی سکول فومینہ (Fomena)

غانا کے نیشنل امیر مولوی ڈاکٹر عبدالوہاب بن آدم صاحب Fomena گاؤں میں پیدا ہوئے۔ جس میں ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول 1968ء میں قائم ہوا۔ اس سکول میں ہاسٹل کی سہولت بھی موجود ہے۔ سکول میں طلباء کی تعداد 1260 ہے۔ ٹیچرز اور ورکرز کی تعداد 126 ہے۔ گھانا کے ہر سکول میں یونیفارم پہننا لازمی ہے۔ سکول کی موجودہ ہیڈ مسٹرس مکرمہ میڈم زینب آدمز صاحبہ ہیں جنہوں نے سکول کا وزٹ کروایا۔

ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول
ایسارچر (Essarkyir)

یہ سکول بھی نصرت جہاں سکیم کے تحت 1972ء میں قائم ہوا۔ سکول میں طلباء کی تعداد 300 اور طالبات کی 338 ہے۔ اساتذہ کی تعداد 27 اور ورکرز کی تعداد 25 ہے۔ اس کے علاوہ سکول میں ہاسٹل کی سہولت بھی موجود ہے۔ ایسارچر سکول کو ایک بہت بڑا اعزاز حاصل ہے۔ اس سکول کے دوسرے ہیڈ ماسٹر کی حیثیت سے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کو 1979-1983ء) تک خدمت کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔ 2004ء میں حضور اقدس نے گھانا کے دورے کے دوران اپنے اس سکول کو بھی وزٹ کیا۔ اس سے قبل دو خلفاء نے بھی سکول کو وزٹ کیا ہوا ہے۔

نیشنل کاقوم پارک
(Kakum Park)

گھانا کا مشہور پارک ہے جہاں گھنے جنگل میں پل بنائے گئے ہیں جو تقریباً ایک فٹ چوڑائی کے لکڑی کے تختوں کو رسی کی مدد سے اور سائیڈوں پر جال لگا کر بنائے گئے ہیں۔ ان پلوں پر چلتے وقت پل بہت زیادہ ہلتے ہیں اور ان پر چلنا نہایت دشوار ہے۔ پلوں کے نیچے موجود گھنے جنگل کی موجودگی چلنے والوں پر خوف کی کیفیت طاری کر دیتی ہے۔

مکرم راجہ مسعود احمد صاحب یوکے

والد محترم راجہ محمد نواز صاحب کا ذکر خیر

قسط اول

مضمون کے اکثر واقعات خاکسار نے اپنے والد راجہ محمد نواز صاحب مرحوم سے بارہا سُنے ہیں۔

میرے والد راجہ محمد نواز صاحب ضلع چکوال کے ڈلوال نامی گاؤں کے ایک معزز غیر احمدی گھرانے میں 14 جولائی 1916ء کو پیدا ہوئے آپ کے والد صاحب کا نام راجہ معواز خان تھا۔ بچپن میں والدہ صاحبہ انتقال کر گئیں۔ لیکن آپ کی والدہ مرحومہ کی بیماری احمدیت کا بیج بو گئی۔ میرے دادا انتہائی متعصب نیز حضرت مسیح موعود کے شدید معاند اور کاذب مولوی کرم دین بھین کے دوست تھے۔ لیکن حضرت مولوی کرم داد صاحب (یکے از 313) جو علاقہ کے مشہور طبیب تھے اور حضرت مسیح موعود کے کئی نشانات کے گواہ بھی تھے۔ ان کے ہاتھوں شفاء کے قائل تھے۔ اپنے اہل خانہ کا علاج ان سے کراتے تھے۔ میرے والد صاحب اپنی والدہ صاحبہ کی دوائی لینے حضرت مولوی کرم داد صاحب کے پاس دوالمیال جاتے تھے۔ آپ کی خدمت میں حاضری والد صاحب پر غیر معمولی اثر کرتی اور کئی کئی گھنٹے آپ کی پاکیزہ صحبت میں رہتے۔ والد صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بچپن کے زمانے سے ہی حضرت مولوی کرم داد صاحب و دیگر رفقاء کی پاکیزہ صحبت کے نتیجے میں احمدیت سے متاثر تھے۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ میں غیر معمولی پاک تبدیلی پیدا فرما دی۔

آپ پرائمری کے طالب علم تھے ایک روز سکول سے چھٹی کے وقت کسی معاند احمدیت نے ایک ایسی نظم جو حضرت مسیح موعود کی شان میں گستاخی تھی سکول کے بچوں میں تقسیم کی۔ تمام بچوں نے وہ نظم ہاتھوں ہاتھ لی۔ لیکن والد صاحب کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اُس کے متعلق ایسی کراہت پیدا فرمادی کہ آپ نے نظم لینے سے انکار کر دیا۔ بچے جب گھروں کو واپس جاتے ہوئے وہ نظم پڑھ رہے تھے تو آپ نے دوستوں سے جن کے ساتھ روزانہ سکول سے گھر جاتے تھے اتنا فاصلہ رکھ لیا کہ نظم پڑھنے کی آواز آپ تک نہ پہنچ سکے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے بچپن کے زمانہ سے ہی آپ کو مامور زمانہ اور وقت کے امام کے خلاف کچھ پڑھنے اور سننے سے اپنے فضل سے محفوظ رکھا۔

خلفاء احمدیت سے محبت جو فدائیت کا رنگ رکھتی تھی۔ اطاعت اور وفا کا مثالی تعلق تھا۔ غرباء، مظلوموں اور بیوگان کا بہت خیال رکھتے۔ اس سلسلہ میں ایک واقعہ مجھے کبھی نہیں بھولے گا آپ کی وفات کے بعد جب خاکسار گاؤں گیا تو جونہی گاؤں کے غریب افراد کو میری آمد کا علم ہوا۔ تعزیت کیلئے آئے۔ سب کے جذبات اور اظہار میں ایک بات مشترک تھی کہ راجہ صاحب کی وفات کے بعد ہم لا وارث ہو گئے ہیں۔ جب تک

راجہ صاحب زندہ تھے گاؤں کے راجگان راجہ صاحب کے احترام کی وجہ سے ہم پر زیادتی نہیں کرتے تھے کہ راجہ محمد نواز صاحب ناراض ہوں گے۔ یہ صرف اور صرف آپ کی نیکی اور بزرگی کا اثر تھا کہ اس گئے گزرے دور میں بھی لوگ آپ کا اس حد تک احترام اور حیاء کرتے تھے۔ یہ احمدیت کی برکت تھی۔

مہمان نوازی آپ کو ورثہ میں ملی تھی۔ میرے دادا صاحب کا گھر مہمان نوازی کیلئے مشہور تھا۔ کوئی مسافر راہ گزر۔ سرکاری ملازم جس کو رہائش یا کھانے کی ضرورت ہوتی وہ بلا تکلف ان کے ہاں بغیر اطلاع چلا جاتا۔ اس سلسلہ میں ٹھیکیداروں کی بیٹھک (مہمان خانہ) مشہور تھی۔ میرے دادا صاحب اس زمانہ میں گورنمنٹ کے مختلف محکمہ جات میں ٹھیکیداری کرتے تھے۔ ایک بزرگ احمدی اوورسیئر سید فخر السلام صاحب تھے جو راجہ محمد نواز صاحب کے والد صاحب کے افسر ہی نہ تھے بلکہ دوست بھی تھے۔ سید فخر السلام شاہ صاحب اکثر میرے دادا کو دعوت الی اللہ کیا کرتے تھے۔ لیکن افسوس میرے دادا کے نصیب میں یہ نعمت نہ تھی۔ وہ حضرت شاہ صاحب کو کہا کرتے تھے کہ آپ مجھے دعوت الی اللہ کر کے کیوں اپنا وقت ضائع کرتے ہیں میں کبھی بھی احمدیت قبول نہیں کروں گا۔ لیکن حضرت شاہ صاحب ہمیشہ جواب میں فرماتے اگر آپ احمدی نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ آپ کی اولاد میں سے کسی کو یہ نعمت عطا فرمادے گا۔ جس کے جواب میں راجہ صاحب کے والد صاحب جواب دیتے آپ مجھ سے تو مایوس ہو چکے ہیں اب آپ نے میری اگلی نسل پر نظریں رکھی ہوئی ہیں۔ لیکن فکر نہ کریں اُن میں سے بھی کوئی مرزا صاحب پر ایمان نہیں لائے گا۔ عجیب مزے کی بات ہے جب وہ آپس میں اس طرح کی گفتگو کرتے میرے والد صاحب جو اُس وقت بچے تھے وہ اس گفتگو کے وقت عموماً موجود ہوتے تھے۔ جو پہلے ہی حضرت مولوی کرم داد صاحب کی پاکیزہ صحبت اختیار کرنے کی وجہ سے اندر ہی اندر سے احمدیت کے نُور سے منور ہو چکے تھے اور جن کو اس وجہ سے حضرت شاہ صاحب کی خدمت کر کے اور ان کی مجلس میں شامل ہو کر مزہ آتا تھا۔ جب آپ اس طرح کی گفتگو سنتے تو حضرت شاہ صاحب کے جواب سے خوب لطف اندوز ہوتے۔ حضرت شاہ صاحب کی یہ گفتگو اور صحبت بھی ایمان میں اضافہ کا موجب بنتی۔ جب بھی حضرت شاہ صاحب تشریف لاتے میرے والد صاحب خود ان کی غیر معمولی خدمت کرتے اور مہمان نوازی کا حق ادا کرتے ایک داعی الی اللہ کی پاک صحبت اور اس کی خدمت کرنے کا اپنا ہی مزہ ہے۔ وقت گزرتا گیا اور والد صاحب جوانی کو پہنچ گئے۔ اس دوران آپ کا تعلق راجہ علی محمد صاحب سے ہو گیا جو جماعت کے بزرگ اور ناظر مال تھے۔

راجہ علی محمد صاحب 1943ء یا 1944ء میں میرے والد صاحب کو قادیان جلسہ سالانہ پر لے گئے اور اسی جلسہ کے دوران آپ کو بیعت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جس کا ذکر حیات ناصر (سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث) پر اس طرح ہے۔

راجہ غالب احمد صاحب (آپ راجہ علی محمد صاحب کے بڑے بیٹے ہیں) بیان کرتے ہیں کہ 1943ء یا 1944ء کے جلسہ سالانہ کی بات ہے کہ ان کے والد صاحب کے ایک غیر احمدی دوست راجہ محمد نواز صاحب اُن کے والد صاحب کے ساتھ سٹیج پر تشریف فرما تھے اور حضرت مصلح موعود تقریر فرما رہے تھے۔ اس دوران ایک نہایت خوبرو نوجوان ایک میلے کچیلے دیہاتی بچے کو اُٹھا کر سٹیج پر آیا کہ اس کی گمشدگی کا اعلان کروائے۔ حضرت مصلح موعود کوئی اہم نکتہ بیان فرما رہے تھے اور انہیں علم نہ ہوا کہ صدر مجلس خدام الاحمدیہ کوئی گمشدہ بچہ لے کر حضور کے پہلو میں کھڑے ہیں۔ اس دوران راجہ محمد نواز صاحب نے دیکھا کہ بچے کا ناک بہہ رہا ہے۔ اس خوبرو اور معزز نوجوان نے جیب سے رومال نکالا اور بچے کا ناک صاف کیا اور خدمت کے جذبے کے ساتھ نہایت وقار کے ساتھ بچے کو اُٹھا کر کھڑا رہا۔ اس نوجوان کے چہرے پر اطمینان اور بشاشت تھی اور تقریباً نصف گھنٹہ یہی کیفیت رہی۔ حتیٰ کہ بچہ رویا تو حضرت مصلح موعود نے اس طرف توجہ فرمائی اور بچے کا اعلان فرمایا۔

راجہ محمد نواز صاحب نے دریافت کیا کہ یہ خوب صورت اور خوب سیرت نوجوان جس نے میلا کچیلا بچہ اُٹھایا ہوا تھا اور اپنے رُومال سے اُس کا ناک صاف کر رہا تھا کون تھا؟ جب اُنہیں بتایا گیا یہ حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی کے فرزند اکبر ہیں تو وہ فوراً کہنے لگے کہ **باقی مسئلے تو بعد میں طے ہوتے رہیں گے۔ اگر یہ نوجوان امام جماعت احمدیہ کا بیٹا ہے تو میری فوراً بیعت کرائیں۔** چنانچہ انہوں نے فوراً حضرت مصلح موعود کی بیعت کر لی۔ راجہ غالب احمد صاحب فرماتے ہیں کہ وہ اس واقعہ کے عینی شاہد ہیں۔

(حیات ناصر۔ جلد اوّل۔ مرتبہ محمود مجیب اصغر صفحہ 293)

آپ نے احمدیت قبول کرنے کے بعد کچھ عرصہ تک اپنی بیعت کو کسی پر ظاہر نہ کیا۔ آپ دوالمیال جا کر چندہ ادا کرتے رہے۔ لیکن زیادہ عرصہ حق کو نہ چھپا سکے۔

بعد میں جب آپ کے والدین اور سارے گاؤں کو قبولیت احمدیت کا علم ہوا تو آپ پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ شدید ابتلاؤں سے گزرنا پڑا۔ آپ کے والد صاحب نے کہا کہ اگر تم نے احمدیت سے توبہ نہ کی تو میں تمہیں عاق کر دوں گا۔

آپ کہا کرتے تھے کہ جب اُن کو والد صاحب نے یہ بات کہی اُس وقت اُن کی خاص روحانی کیفیت تھی۔ اُس وقت اُن کے ہاتھ میں دانتوں میں خلال کرنے کے لئے ایک تنکا تھا۔ راجہ محمد نواز نے اُس وقت دل کی گہرائی سے نکلی ہوئی آواز میں اپنی قلبی کیفیت کا اظہار اپنے والد صاحب سے یوں کیا کہ اگر یہ تِنکا ان کے ہاتھ سے گِر جائے تو شاید افسوس ہو کہ تِنکا گر گیا ہے میں تو اس سے دانتوں میں خلال کر رہا تھا۔ لیکن اگر آپ مجھے قبولِ احمدیت کی وجہ سے عاق کریں گے تو مجھے اتنا بھی افسوس نہیں ہوگا جتنا یہ تنکا ہاتھ سے گرنے کی وجہ سے ہوگا۔ اس زمانہ میں آپ کے والد صاحب کے مالی حالات بہت اچھے تھے مندرجہ بالا واقعہ کے بعد آپ کی دوسری والدہ صاحبہ نے پھر لالچ دینے کی کوشش کی آپ کو بڑے کمرے میں لے گئیں۔ ایک الماری کھولی جو کرنسی نوٹوں سے بھری ہوئی تھی۔ (یہ اس زمانے کی بات ہے جس زمانہ میں دیہات میں کسی کے پاس کرنسی کے چند نوٹ ہونا بھی بڑی بات ہوتی تھی) اور کہا دیکھو اگر تم نے احمدیت سے توبہ نہ کی تو اس سے محروم کر دیئے جاؤ گے۔ جب مادی، لالچ دینے کے تمام حربے ناکام ہو گئے تو پھر جذباتی اور نفسیاتی حربے استعمال کئے گئے۔ لیکن ہر حربہ ہر کوشش ناکام ثابت ہوئی اور آپ محض اللہ کے فضل سے ثابت قدم رہے۔

ایک روز آپ کی والدہ صاحبہ نے تنہائی میں بہت منتیں کیں۔ ہاتھ باندھے۔ دینی تعلیم سے والدین کے مقام کی مثالیں دیں۔ پھر آپ کے چھوٹے بھائی کو جو اُس وقت چند ماہ کے تھے آپ کے پاؤں پر رکھ دیا اور آپ کے پاؤں پکڑ کر کہا کہ خدا کے واسطے احمدیت چھوڑ دو اور خاندان کی عزت برباد نہ کرو۔ آپ کہا کرتے تھے اس وقت ان کی عجیب کیفیت ہوئی ایک طرف والدہ صاحبہ کا پاؤں پکڑنا۔ منتیں کرنا دوسری طرف حق کو شناخت کرنے کے بعد اس سے انحراف کرنا ناممکن تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس طرح کے تمام نفسیاتی اور جذباتی حربوں کے باوجود آپ ثابت قدم رہے۔ اِن تمام حربوں کی ناکامی کے بعد آپ کے والد صاحب نے آپ کی خوش دامن صاحبہ کو بلایا اور کہا کہ اپنی بیٹی (آپ کی بیوی) کو لے جائیں شاید اس طرح یہ احمدیت چھوڑ دے۔ انہوں نے جواباً کہا کہ ہم نے رشتہ اس لئے نہیں دیا تھا کہ بیٹی کو واپس لے جائیں۔ اس کے بعد آپ کے والد صاحب نے آپ کے خُسر راجہ سردار خان صاحب کو بلایا اور کہا کہ یہ احمدی ہو گیا ہے میری ناک کٹ گئی ہے۔ اب گھر سے باہر نکلتے بھی شرم آتی ہے۔ اگر آپ اپنی بیٹی کو واپس لے جائیں تو شاید احمدیت کو چھوڑ دے۔ راجہ سردار خان صاحب کا جواب بھی سننے کے قابل ہے۔ انہوں نے کہا آپ کیا بات کر رہے ہیں میں نے بیٹی کا رشتہ آپ کی وجہ سے نہیں دیا تھا بلکہ اس لئے دیا تھا کہ یہ لڑکا احمدی ہے۔ آپ کے والد صاحب نے پوچھا آپ کو کیسے پتہ چلا کہ یہ احمدی ہے۔ اس نے تو احمدیت اب قبول کی ہے۔ راجہ سردار خان صاحب نے جواباً کہا آپ بڑے عقلمند بنتے ہیں۔ آپ کو اتنی عقل نہیں کہ اس لڑکے کے اخلاق۔ چال ڈھال۔ اطوار۔ مسلمانوں والے نہیں۔ یہ تو دیکھنے سے ہی (قادیانی) احمدی لگتا ہے۔

آپ کے والد صاحب نے تمام حربوں کی ناکامی کے بعد آپ کو گھر سے نکال دیا۔ جب آپ کو گھر سے نکالا اُس وقت آپ کے پاس کوئی روپیہ پیسہ۔ نقدی وغیرہ نہ تھی کیونکہ آپ اُس وقت تک اپنے والد صاحب کے ساتھ کاروبار کرتے تھے۔ جب آپ کو گھر سے نکالا گیا آپ کا کل اثاثہ دو چارپائیاں۔ ایک کرسی ایک دیگچی دو مٹی کے پیالے تھے۔ اس ابتلاء کے دور میں میری والدہ نے آپ کا ساتھ دیا اور ہر مشکل میں ساتھ نبھانے کا حق ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سادہ مزاج۔ صابرہ شاکرہ۔ قناعت پسند۔ نہایت مہمان نواز بیوی عطا فرمائی تھی۔ لیکن اللہ بھی ادھار نہیں رکھتا جس کی راہ میں سب کچھ قربان کیا جا رہا تھا وہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ پھر اللہ نے ہر پہلو سے آپ کو بے انتہاء نوازا۔

چند سال کی بات ہے مجھے میرے چچا کا گاؤں سے ٹیلی فون آیا کہ ہمارا ہمسایہ مجھے بہت تنگ کرتا ہے۔ پولیس والے میری بات نہیں سنتے۔ تم DPO چکوال کو فون کر کے کہو کہ وہ چوآ سیدن شاہ تھانیدار کو کہے کہ وہ میری بات سن لے۔ چچا کا فون سن کر میں وجد میں آ گیا۔ کہاں وہ زمانہ کہ باپ کہتا ہے میرا بیٹا مرزائی ہو گیا ہے اور میری ناک کٹ گئی ہے۔ مجھے گھر سے باہر نکلتے شرم آتی ہے۔ کہاں آج اس کا بیٹا اس حال میں ہے کہ معمولی ہمسایہ کے سامنے بے بس ہے۔ اور مدد کے لئے کس سے درخواست کر رہا ہے جس کے باپ کی وجہ سے اُس کے باپ کی ناک کٹ گئی تھی۔ یہ ہے قدرت کا انعام اور قدرت کا انتقام۔

خلفاء اور خاندان حضرت مسیح موعود سے تعلق

بیعت کے بعد آپ کا خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود سے فدائیت کا تعلق قائم ہو گیا۔ والد صاحب گھر میں کثرت سے حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی شفقت اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کا ذکر کرتے تھے۔ خاندان حضرت مسیح موعود سے انتہائی خلوص کا تعلق تھا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا

عزیز احمد صاحب کے ساتھ بھی بہت بے تکلفی تھی۔ حضرت مرزا عزیز احمد صاحب آپ سے مذاق بھی کر لیتے تھے۔ صاحبزادگان میں سے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالث) سے تعلق تھا حضرت میر محمد اسحاق صاحب کے درس کا ذکر محبت بھرے جذباتی انداز سے کرتے ہوئے آپ کی آواز بھرا جاتی۔

آپ کو حضرت مسیح موعود کی نسل سے بہت پیار تھا۔ خاندان کے بچوں کو جس محبت بھری نگاہ سے دیکھتے وہ بیان نہیں کی جاسکتی۔

اس وقت مجھے ایک واقعہ یاد آ رہا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث مکرم محترم مرزا منیر احمد صاحب کے پاس (پاکستان چپ بورڈ جہلم) قیام فرما تھے۔ شام کا وقت تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور میرے والد صاحب دونوں لان میں ٹہل رہے تھے اور آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ میں لان کے ایک طرف کھڑا تھا۔ جس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور مرحوم والد صاحب میرے قریب سے گزرے۔ اس وقت حضور انور نے آپ سے ازراہ مذاق کوئی بات کہی۔ میرے والد صاحب جواب میں کہہ رہے تھے کہ حضور ہمارے آباؤ اجداد نے آج سے 15-12 پشت قبل مغلوں کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ آج چار سو سال بعد ہمیں دوبارہ مغلوں کی اطاعت قبول کرنے اور بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ دراصل والد صاحب کا اشارہ بابر بادشاہ اور راجہ ہست خان کی طرف تھا۔ جو اُس وقت ریاست کے سربراہ تھے۔ جب بابر بادشاہ کوہستان نمک آیا (Salt Range) راجہ ہست خان نے بابر بادشاہ کا مقابلہ نہیں کیا۔ بلکہ اطاعت قبول کی۔ راجہ ہست خان جنجوعہ راجپوت تھے اور جنجوعہ قوم کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہوا کہ جنجوعہ راجہ نے مقابلہ کرنے کی بجائے اطاعت قبول کی۔ بابر بادشاہ اپنی خودنوشت سوانح (تزک بابری) میں اس واقعہ کا ذکر کرتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کسی زمانے میں کلر کہار کے رستہ ایبٹ آباد، مری، اسلام آباد وغیرہ جایا کرتے تھے۔ حضور ربوہ سے جاتے وقت اور واپسی پر تھوڑی دیر کے لئے کلر کہار آرام فرمایا کرتے تھے۔ کلر کہار قیام کے دوران ریسٹ ہاؤس کی بکنگ کرانا و دیگر انتظامات والد صاحب کے سپرد ہوتے تھے۔

حضرت مسیح موعود کے رفیق حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری ایک خط میں آپ کو لکھتے ہیں۔ اگر آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو میں بھی اُس کو کچھ نہ لکھتا مگر آپ ایک ہیں راجہ صاحب اور دوسرے ہیں محمد نواز اور میں ہوں آپ کی دعا گو رعایا۔ اس لئے میں کہاں باز رہ سکتا ہوں۔ مگر یہ تو فرمائیے کہ اگر بغرض محال میں ربوہ آنے کے قابل ہوسکا تو کیا آپ مجھے مثل سابق اپنے زیر سایہ جگہ دیں گے اور سالانہ جلسہ کے موقع پر میں آپ کے پاس قیام کرسکوں گا یا نہیں ان باتوں کا جواب نہ دینے سے میں نے یہ نتیجہ نہیں نکالا ہے کہ آپ مجھے اپنے پاس جگہ نہیں دیں گے۔

آپ حقیقی معنوں میں خلافت کے غلام تھے۔ خلافت کی غلامی کے بھی اپنے مزے ہوتے ہیں۔ ان غلامی کے مزوں کا وہی تصور کرسکتا ہے جو خود خلافت پر فدا ہو گیا ہو۔ مجھے آپ کے خلافت سے تعلق پر رشک آتا ہے۔ آپ کی تہجد کی نماز دیکھنے اور سننے والی ہوتی تھی۔ **آپ کمرے کا دروازہ بند کر کے نماز تہجد ادا کرتے اور سجدے میں دعائیں کرتے ہوئے آپ کی آواز اونچی ہو جاتی اور بھرا جاتی۔**

آپ نے 15 جنوری 1947ء کو قادیان میں وصیت تحریر کرنے کی توفیق پائی۔ آپ کی وصیت کا نفاذ تاریخ تحریر سے تھا۔ آپ کا وصیت نمبر 9924 ہے۔ آپ کو ربوہ کے پہلے سیکرٹری وصایا کی ذمہ داری سونپی گئی۔

(بحوالہ ماہنامہ انصاراللہ خلیفۃ المسیح الثانی نمبر مئی۔ جون۔ جولائی 2009 (الفضل 13 مئی 1949ء)

علم حاصل کرنے کی لگن

اپنی والدہ کی وفات کے بعد گھریلو حالات کی وجہ سے پڑھائی جاری نہ رکھ سکے۔ پرائمری کلاس بھی پاس نہ کر سکے۔ لیکن آپ کو علم حاصل کرنے کی لگن زندگی کے آخری لمحے تک رہی۔ آپ کو مطالعہ کی عادت تھی اور آپ کا وسیع مطالعہ تھا۔ آپ کے ساتھ گفتگو کرتے وقت کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ آپ پرائمری پاس بھی نہیں۔ بلکہ آپ حلقہ احباب میں علمی ادبی شخصیت سمجھے جاتے تھے۔ جس کی ایک مثال مکرم محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے (کینٹ) پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ کا ایک مقالہ ہے جو روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ 25 نومبر 1966ء **کو کاروباری مشاغل کے ساتھ ساتھ علمی ذوق کو ترقی دینے کی ضرورت** کے عنوان سے شائع ہوا۔ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

حال میں لاہور سے ربوہ آتے ہوئے میرے ایک ہمسفر راجہ محمد نواز صاحب تھے۔ جو چوآ سیدن شاہ کے رہنے والے ہیں اور سالہا سال سے محکمہ آثار قدیمہ میں تعمیرات عامہ کے کنٹریکٹر کا کام کر رہے ہیں۔ اس محکمہ کی تمام تو نہیں اکثر بڑی اور چھوٹی شخصیتوں سے واقف ہیں اور ان کے حالات جانتے ہیں۔ ہمارے ایک مرحوم بھائی قاضی عبدالمجید صاحب کو بھی جانتے ہیں۔ جو محکمہ آثار قدیمہ میں تو نہ تھے بلکہ محکمہ نمک میں تھے۔ لیکن چوآ سیدن شاہ کا باشندہ ہونے کی وجہ سے وہ علاقہ نمک اور محکمہ کی کئی شخصیتوں کو بھی جانتے ہیں۔ کھیوڑہ۔ پنڈ دادن خان۔ وڑچھ وغیرہ کے ساتھ جن لوگوں کا تعلق رہا ہے یا اب ہے ان کو خوب جانتے ہیں۔ سلسلہ کے محترم بزرگ پنجاب کی سول سروس کے ریٹائرڈ افسر بندوبست کے خصوصی ماہر راجہ علی محمد صاحب سے ان کی ملاقات ہے۔ راجہ صاحب جیسا کہ جماعت کے اکثر دوست جانتے ہیں بڑے مخلص اور علم دوست بزرگ ہیں۔ ایک وقت تھا یہ خاکسار بھی ان کے ساتھ مل کر دوسرے دوستوں کے ہمراہ جماعتی دفاتر کی نگرانی اور ان کے متعلق رپورٹیں مرتب کرنے کا کام کر چکا ہے۔ یہ قادیان کے زمانے اور تحریک جدید کے ابتدائی سالوں کی بات ہے۔ میں لکھتا لکھتا کسی اور طرف نہ نکل جاؤں۔ میری اصل غرض یہ کہنا ہے کہ راجہ محمد نواز صاحب کاروبار کے ساتھ ساتھ اپنے علمی ذوق کی تشفی بھی کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ محکمہ آثار قدیمہ کے ساتھ تعلق رکھنے کی وجہ سے تاریخ میں خاص دلچسپی اور خاص ذوق رکھتے ہیں۔ محکمہ آثار قدیمہ والے جگہ جگہ کھدائی کا کام تو کرواتے ہی رہتے ہیں اس کھدائی کے سلسلہ میں کئی قسم کی دلچسپ اور قیمتی علمی اور مادی دونوں لحاظ سے قیمتی چیزیں ہاتھ لگتی رہتی ہیں۔ ان میں سے کئی کھدائی کرنے والے مزدوروں اور ان کے نگرانوں کے حصے میں آ جاتی ہیں۔

راجہ محمد نواز صاحب چونکہ علمی مذاق کے انسان ہیں اس لئے اس قسم کے چھوٹے چھوٹے آثار کو حسب موقع جمع کرتے رہتے ہیں۔ ان میں ایسے پتھر بھی ہوتے ہیں جو کبھی کسی جانور یا کسی پودے کا حصہ تھے۔ لیکن لمبے عرصہ تک دبے رہنے کی وجہ سے پتھر میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ اب وہ ہیں تو پتھر لیکن کسی جاندار کے ڈھانچے یا اس کے ٹکڑے کی صورت میں ہیں۔ علم حیات والے ایسے پتھروں کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ اُن پر اپنی تحقیق کی بنیاد رکھتے ہیں۔ راجہ محمد نواز صاحب نے بعض قلمی کتابوں کا بھی ذخیرہ کر رکھا ہے۔ جو زیادہ پرانی نہ سہی لیکن سو سو سال یا اس کے کچھ زیادہ کی لکھی ہوئی ضرور ہیں۔ زیادہ تر طب کے متعلق ہیں لیکن ایک دوسری سے عجیب ہیں۔ جیسا کہ ہمارے دوست جانتے ہیں کہ پرانی قلمی کتابوں کو علمی حلقوں میں بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ایک اس وجہ سے کہ وہ گزشتہ زمانے کی یادگار ہیں اور ایک اس وجہ سے کہ ان کتابوں سے علمی اور تاریخی مسائل کے حل کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ ان کی پہچان اور پرکھ بھی خاص مہارت کا کام ہے اور جو لائبریریاں ایسے نوادر کو اپنے یہاں جمع کرتی ہیں وہ ایسے ماہر بھی اپنے سٹاف میں یا اپنے مشیروں میں رکھتی ہیں جو پرانی قلمی کتابوں کی قدر و قیمت کا اندازہ لگانے کی خوب اہلیت رکھتے ہیں۔ دنیا کی بڑی بڑی لائبریریاں اپنے یہاں پرانی سے پرانی قلمی کتابوں کا ذخیرہ سنبھال کر رکھتی ہیں۔

راجہ محمد نواز صاحب سے معلوم ہوا کہ ہمارے محترم بزرگ راجہ علی محمد صاحب اس زمانے میں جبکہ بندوبست کے کام کے سلسلہ میں ان کو گاؤں گاؤں کے حالات کا بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا اور قوم قوم اور قبیلہ قبیلہ اور خاندان خاندان کے حالات کو جانچنا پڑا۔ تو انہوں نے مطبوعہ تاریخی کتابوں اور رسالوں سے مدد لینے کے علاوہ جو اس وقت دستیاب ہوسکیں۔ اپنی ذاتی تحقیق سے بھی کام لیا اور تحقیق کے نتائج کو نوٹوں کی شکل میں اتارا۔ گویا ان کے پاس نادر کتابوں کے علاوہ اپنی تحقیق کے متعلق اپنے تیار کردہ بیش بہا نوٹوں کا ذخیرہ بھی ہے۔ جسے ترتیب دے کر پنجاب اور پنجاب کی قوموں کی تاریخ کے کئی ابواب تیار ہو سکتے ہیں۔

میرے اس نوٹ کا مقصد یہ ہے کہ میں دوستوں کو راجہ محمد نواز صاحب سے متعارف کراؤں اور دوستوں میں یہ تحریک کروں کہ جہاں تک انہیں موقعہ ملے وہ بھی کاروباری مشاغل کے ساتھ کچھ نہ کچھ علمی ذوق وشوق شامل رکھیں اور علمی نوادر کو جہاں تک ہوسکے جمع کرتے رہیں اور انہیں ضائع نہ ہونے دیں۔ خوشی کی بات ہے کہ راجہ صاحب اس پر آمادہ ہو گئے ہیں کہ اپنے کام کے سلسلہ میں یا اور کسی تعلق میں جو چھوٹے بڑے آثار گرے پڑے انہیں ملیں ان سب کو تعلیم الاسلام کالج میں بھیجتے رہیں گے۔ کالج میں انہیں ترتیب سے محفوظ کر لیا جائیگا۔ جب کافی تعداد میں ایسے آثار جمع ہو جائیں گے تو انہیں طلباء کے فائدے کیلئے ایک میوزیم کی شکل میں آراستہ کیا جائے گا۔ پھر اس میوزیم سے کالج کے سب شعبہ جات کیا طلباء اور کیا استاد تدریس و تحقیق کے کام میں فائدہ اٹھائیں گے۔

راجہ صاحب نے یہ بھی وعدہ فرمایا ہے کہ قلمی کتابوں کا اپنا ذخیرہ کالج کو دے دیں گے۔ اس ذخیرے سے کالج کی لائبریری میں قلمی کتابوں کا سیکشن قائم کر دیا جائے گا۔ ان کی تجویز پر عمل کرتے ہوئے ہم اپنے محترم بزرگ راجہ علی محمد صاحب کی خدمت میں بھی حاضر ہوں گے اور ان سے وہ نوٹ حاصل کر لیں گے جو انہوں نے پنجاب کے اس حصے میں برسوں چل پھر کر یہاں کی قوموں اور قبائل کے حالات کا خود مشاہدہ کر کے مرتب کر رکھی ہیں۔ ان نوٹوں کو بھی کالج کی لائبریری میں محفوظ کر لیا جائے گا۔ تا کہ بعد میں آنے والے محققین ان سے فائدہ اٹھا سکیں۔ تحقیق کی حدود اور تحقیق کے نتائج کی حد بندی نہیں ہوسکتی۔ نئے نئے مسائل اور نئے چیلنج پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ نئے چیلنج نئی تحقیقات کو دعوت دیتے ہیں اور نئی لیاقتوں کو اکساتے رہتے ہیں اور مل ملا کر پرانی دستاویزوں اور پرانے آثار سے نئی روشنی حاصل کرنے میں کامیابی ہوتی ہے۔ جن دوستوں کے پاس اس قسم کے نوادر پہلے سے موجود ہوں یا آئندہ کسی طرح دستیاب ہوں ان کو چاہئے کہ کسی مرکز میں جیسا کہ تعلیم الاسلام کالج ہے بھیج دیں ان کی حفاظت کا یہ بہترین طریق ہے۔

(الفضل ربوہ 25 نومبر 1966ء)

مرسلہ نظارت اصلاح و ارشاد

اوقات طلوع فجر و غروب آفتاب ربوہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہر ہفتہ میں ایک نفلی روزہ رکھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اس سلسلہ میں سال 2014ء کی ہر جمعرات کا ربوہ میں طلوع فجر اور غروب آفتاب اس طرح ہوگا۔

جنوری

تاریخ	طلوع فجر	غروب آفتاب
2 جنوری	5:41	5:18
9 جنوری	5:43	5:24
16 جنوری	5:43	5:30
23 جنوری	5:42	5:36
30 جنوری	5:39	5:43

فروری

تاریخ	طلوع فجر	غروب آفتاب
6 فروری	5:35	5:49
13 فروری	5:30	5:55
20 فروری	5:24	6:01
27 فروری	5:17	6:07

مارچ

تاریخ	طلوع فجر	غروب آفتاب
6 مارچ	5:09	6:12
13 مارچ	5:00	6:17
20 مارچ	4:51	6:22
27 مارچ	4:42	6:27

اپریل

تاریخ	طلوع فجر	غروب آفتاب
3/ اپریل	4:32	6:31
10/ اپریل	4:22	6:36
17/ اپریل	4:12	6:41
24/ اپریل	4:03	6:46

مئی

تاریخ	طلوع فجر	غروب آفتاب
یکم مئی	3:54	6:51
8 مئی	3:46	6:55
15 مئی	3:38	7:00
22 مئی	3:32	7:05
29 مئی	3:27	7:09

جون

تاریخ	طلوع فجر	غروب آفتاب
5 جون	3:24	7:13
12 جون	3:22	7:16
19 جون	3:22	7:19
26 جون	3:24	7:20

جولائی

تاریخ	طلوع فجر	غروب آفتاب
3 جولائی	3:27	7:20
10 جولائی	3:32	7:19
17 جولائی	3:37	7:17
24 جولائی	3:43	7:13
31 جولائی	3:50	7:09

اگست

تاریخ	طلوع فجر	غروب آفتاب
7/ اگست	3:56	7:03
14/ اگست	4:03	6:56
21/ اگست	4:09	6:49
28/ اگست	4:15	6:40

ستمبر

تاریخ	طلوع فجر	غروب آفتاب
4 ستمبر	4:21	6:32
11 ستمبر	4:26	6:23
18 ستمبر	4:31	6:14
25 ستمبر	4:36	6:04

اکتوبر

تاریخ	طلوع فجر	غروب آفتاب
2/ اکتوبر	4:41	5:55
9/ اکتوبر	4:46	5:46
16/ اکتوبر	4:50	5:38
23/ اکتوبر	4:55	5:30
30/ اکتوبر	5:00	5:23

نومبر

تاریخ	طلوع فجر	غروب آفتاب
6 نومبر	5:05	5:18
13 نومبر	5:10	5:13
20 نومبر	5:15	5:09
27 نومبر	5:21	5:07

دسمبر

تاریخ	طلوع فجر	غروب آفتاب
4 دسمبر	5:26	5:06
11 دسمبر	5:30	5:07
18 دسمبر	5:35	5:09
25 دسمبر	5:38	5:13

نکاح فارم ایک اہم دستاویز ہے

(اس کو انتہائی احتیاط سے پر کریں)

۞ نکاح فارم نہایت اہم دستاویز ہے۔ اس کو انتہائی احتیاط سے پُر کرنا چاہئے۔ کسی سرکاری دفتر میں ایسا کام ہو جہاں ازدواجی حیثیت کو ظاہر کرنا ہو جیسے شناختی کارڈ بنواتے ہوئے یا کسی ایمبیسی کا کیس ہو اسی نکاح فارم کی ضرورت پڑتی ہے۔ جہاں اس کی اہمیت بہت زیادہ ہوگئی ہے وہاں ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم پوری ذمہ داری کے ساتھ اس کو پُر کریں۔ اگر نکاح فارم پُر کرتے ہوئے درج ذیل باتوں کا خیال رکھا جائے تو بہت سے مسائل خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔

(1) ہدایات کا وہ صفحہ جو ہر نکاح فارم کی کاپی کے ساتھ لگا ہوتا ہے اچھی طرح پڑھ لیا جائے اور اس میں لکھی ہوئی ہدایات کے مطابق فارم پُر کیا جائے تو کئی قسم کی دقتوں سے بچا جا سکتا ہے۔

(2) لڑکے اور لڑکی کا نام لکھتے ہوئے تمام کوائف (نام/ولدیت/تاریخ پیدائش وغیرہ) برتھ سرٹیفکیٹ/شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کے مطابق لکھے جائیں۔ خاص طور پر نام درست لکھا جائے۔

(3) تاریخ پیدائش لکھتے ہوئے سرکاری کاغذات کو مدنظر رکھا جائے۔ جس کاغذ کی بنیاد پر آپ نے اپنے تمام سرکاری کاغذات تیار کئے ہیں یا کروانے ہیں اسی کے مطابق نکاح فارموں پر تاریخ پیدائش لکھی جائے۔

(4) تحریر صاف اور خوشخط ہو۔ کالی سیاہی استعمال کی جائے۔ کٹنگ نہ کی جائے اور نہ ہی بلینکو وغیرہ یا مٹانے کے لئے کوئی ایسی چیز استعمال کی جائے جس سے فارم مشکوک ہوتا ہو۔ اگر کسی وجہ سے کوئی ایسی غلطی ہوگئی ہے تو بہتر ہے کہ نکاح سے قبل سارا نکاح فارم دوبارہ پر کر لیا جائے۔ تھوڑی سی دیر آپ کو بڑی پریشانی سے بچا سکتی ہے۔

(5) نکاح کے بعد فارم پر کسی غلطی کی صورت میں قطعاً اس پر کوئی کسی بھی قسم کی تبدیلی از خود نہ کریں بلکہ نظارت سے رجوع کریں اور باقاعدہ درخواست دے کر طریقہ کار کے مطابق اس پر تبدیلی کروائیں۔ اگر آپ نے خود نکاح فارموں پر تبدیلی کر لی اور اس کو کسی جگہ پیش کر دیا۔ جب اس نکاح فارم کی تصدیق دفتر سے کی جائے گی تو دفتر اس کی تصدیق نہیں کرے گا۔ جس کی وجہ سے آپ کو کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا پھر اس معاملے میں دفتر بھی آپ سے کسی قسم کا تعاون نہیں کرے گا۔

ان تمام پیچیدگیوں سے بچنے کے لئے بہتر ہے کہ نکاح فارم کو پر کرتے ہوئے انتہائی احتیاط کی جائے اور تمام کوائف سرکاری کاغذات کے مطابق لکھے جائیں اور کوشش کی جائے کہ اعلان نکاح سے مناسب وقت پہلے نکاح فارم مکمل کر لیا جائے تاکہ تمام ضروری کاغذات کو دیکھا جا سکے۔ اگر کوئی کمی یا خامی پائی جائے تو درستی کے لئے وقت کی گنجائش ہو۔ اگر کسی معاملے میں کوئی دقت یا پریشانی ہو تو دفتر سے راہنمائی لینے میں بھی آسانی ہو۔ نظارت سے رابطے کے لئے نکاح فارموں پر ہی نظارت رشتہ ناطہ کا پوسٹل ایڈریس، فون نمبر اور فیکس نمبر لکھا ہوا ہے کسی بھی ذریعہ سے رابطہ کر کے راہنمائی لی جا سکتی ہے۔

(ناظر اصلاح وارشاد رشتہ ناطہ)

سیمینار برائے بائیوٹیکنالوجی

نظارت تعلیم کے تحت بائیوٹیکنالوجی کے مضمون پر مبنی ایک معلوماتی سیمینار 18 جنوری 2014ء کو منعقد کیا جا رہا ہے۔ جس میں بائیو سائنس ٹیکنالوجی کی تعلیم اور مستقبل میں اس فیلڈ سے متعلقہ شعبہ جات کے بارہ میں مفید اور اہم معلومات دی جائیں گی۔ جس میں اس مضمون میں دلچسپی رکھنے والے طلباء وطالبات اور دیگر مرد و خواتین مستفید ہو سکتے ہیں۔ سیمینار میں شمولیت کیلئے بذریعہ ای میل رجسٹریشن کروائی جا سکے گی براہ کرم اپنے کوائف (نام، ایڈریس، فون نمبر اور جماعت / حلقہ) seminar@nazrattaleem.org پر بھجوا کر اس سیمینار کیلئے رجسٹر ہوں۔ مزید معلومات کیلئے مندرجہ ذیل فون نمبرز پر رابطہ کریں۔

فون: 0305-7600488,047-6212473

0300-4350510

(نظارت تعلیم)

نماز جنازہ

مکرم محمد زبیر باجوہ صاحب کارکن روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں۔

میری پھوپھو کی بیٹی مکرمہ خالدہ شاہد صاحبہ اہلیہ مکرم شاہد محمود صاحب کلیار ٹاؤن سرگودھا 9 جنوری 2014ء کو لاہور کے ایک ہسپتال میں انتقال کر گئیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ ان کی نماز جنازہ مورخہ 11 جنوری کو بیت المبارک میں بعد نماز ظہر ہوگی۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

الفضل میں اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

فاتح جیولرز
www.fatehjewellers.com
Email:fatehjeweller@gmail.com
ربوہ فون نمبر: 0476216109
موبائل 0333-6707165

DUSK
The Chinese Cuisine
Order for Chinese Food
Takeaway & Home Delivery
Just Call (Tariq)0323-5753875
0300-4024160, Rabwah

ربوہ میں طلوع وغروب 11۔جنوری

طلوع فجر	5:43
طلوع آفتاب	7:07
زوال آفتاب	12:16
غروب آفتاب	5:26

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

11 جنوری 2014ء

1:20 am	دینی وفقہی مسائل
2:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 10 جنوری 2014ء
3:20 am	راہ ہدیٰ
7:10 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 10 جنوری 2014ء
8:20 am	راہ ہدیٰ
9:55 am	لقاء مع العرب
12:00 pm	نیوزی لینڈ کے پارلیمنٹ میں استقبالیہ
1:50 pm	سوال وجواب
4:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 10 جنوری 2014ء
6:00 pm	انتخاب سخن Live
8:05 pm	جمہوریت سے انتہاپسندی تک
9:00 pm	راہ ہدیٰ Live
11:30pm	نیوزی لینڈ کے پارلیمنٹ میں استقبالیہ

12 جنوری 2014ء

2:00 am	راہ ہدیٰ
3:50 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 10 جنوری 2014ء
6:30 am	نیوزی لینڈ کے پارلیمنٹ میں استقبالیہ
7:50 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 10 جنوری 2014ء
9:05 am	جمہوریت سے انتہاپسندی تک
10:00 am	لقاء مع العرب
12:00 pm	گلشن وقف نو لجنہ وناصرات آسٹریلیا
2:00 pm	سوال وجواب 19 مارچ 1994ء
4:10 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 10 فروری 2012ء
6:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 10 جنوری 2014ء
8:20 pm	گلشن وقف نو لجنہ وناصرات آسٹریلیا
11:30 pm	گلشن وقف نو لجنہ وناصرات آسٹریلیا

زوجام عشق مردانہ طاقت کی مشہور دوا
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
PH:047-6212434,6211434

DEUTSCHE SPRACH SCHULE
INSTITUTE OF GERMAN LANGUAGE
جرمن زبان سیکھئے
16 فروری سے نئی کلاس کا آغاز۔ داخلہ جاری ہے
GOETHE کا کورس اور ٹیسٹ کی مکمل تیاری کروائی جاتی ہے۔ رابطہ: عمران احمد ناصر
مکان نمبر 51/17 دارالرحمت وسطی ربوہ 0334-6361138

FR-10